القول القوي في أحكام المذي

یعنی

شریعت میں مذی کے احکام

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 64, Amstrong Road, Mohalla Baldwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510026 / 9036701512 / 9036706149

القول القوي في أحكام المذي

یعنی شریعت میں مذی کے احکام

مذی کیا ہے؟	1
منی اور مذی میں فرق	3
عورتوں کو بھی مذی نکلتی ہے؟	4
مذی کے بارے میں احادیث	4
مذی نجس وناپاک ہے	8
مذی سے وضو واجب ہے غسل نہیں	10
مذی بدن پر لگ جائے تو؟	11
مذی سے شرمگاہ کا دھونا	13
مذی کپڑے پر لگ جائے تو	15
مذی کو دھونے کیلئے کیا پانی ضروری ہے؟	16
سوتے ہوئے مذی نکلے تو؟	17

القول القوي في أحكام المذي

یعنی

شریعت میں مذی کے احکام

یہ بات واضح وآشکارا ہے کہ اسلام نے طہارت وپاکی کو آدھا ایمان قرار دیا ہے اوراس سلسلہ میں تفصیلی احکام بیان فرمائے ہیں۔اسی سلسلہ کے احکامات میں سے وہ احکام بھی ہیں جو''مذی'' کے متعلق وارد ہوئے ہیں، چونکہ بہت سارے نوجوان اس بارے میں پوچھتے رہتے ہیں،لہٰذااس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کے احکام مرتب کردیئے جائیں،پھر چونکہ بعض لوگ شرم کی وجہ سے پوچھنے میں تأمل کرتے ہیں اس لئے بھی ضروری معلوم ہوا کہ ان مسائل کی وضاحت کی جائے ،لہٰذا احادیث وفقہ کی روشنی میں اس کے متعلق بعض ضروری مسائل درج کیئے جارہے ہیں،اوراس کا نام ''القول القوي في أحكام المذي ''رکھا گیا۔ واللہ الموفق والمعین ۔

مذی کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ مذی کی تعریف کیا ہے؟اس سلسلہ میں حضرات فقہاء کرام نے بحث کی ہے،اور مختلف الفاظ میں اس کی تعریف لکھی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذی ایک رقیق وسیال مادہ ہے جو سفیدی مائل ہوتا ہے،اور بیوی یا باندی یا کسی عورت سے کھیلنے یا اس کو دیکھنے یا اس کا تصور کرنے کے وقت خارج ہوتی ہے۔

ہدایہ میں ہے کہ "المذي رقيق يضرب إلى البياض ، يخرج عند ملاعبة الرجلِ أهلَه ". (مذی پتلی سفیدی مائل ہوتی ہے جو بیوی سے کھیلنے کے وقت نکلتی ہے)(۱)

اور فتاوی الولوالجیہ میں لکھا ہے کہ "المذي ماء رقيق يضرب إلى البياض يخرج عند انتشار الآلة عند ملاعبة أهله" (مذی پتلا سفیدی مائل پانی ہے جو بیوی سے کھیلنے کے وقت، آلہ تناسل کے انتشار پر نکلتا ہے)(۲)

اور علامہ نووی نے "شرح مہذب میں لکھا ہے" "وأما المذي فهو ماء أبيض رقيق لزج يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفق ولا يعقبه فتور" (اور رہی مذی تو وہ ایک سفید، پتلا، لیس دار پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے مگر شہوت اور دفق کے طریقے پر نہیں نکلتا اور نہ اس کے بعد عضو میں ڈھیلا پن آتا ہے)(۳)

اور علامہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: "هو ماء رقيقٌ لزِجٌ يخرج عند الملاعبة أو تذكر الجماع أو إرادته "(وہ یعنی مذی ایک پتلا، لیس دار پانی ہے جو بیوی سے کھیلنے یا جماع کا تصور کرنے یا ارادہ کرنے پر خارج ہوتا ہے)۔(۴)

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ "إنه ماء أرق من المني يخرج عند الملاعبة أو النظر"(مذی منی سے زیادہ پتلی ہوتی ہے جو بیوی سے کھیلنے یا اس کو دیکھنے کے وقت نکلتی ہے)(۵)

ان سارے اقوال سے قدر مشترک کے طور پر مذی کی تعریف یہ نکلتی ہے کہ مذی ایک لیس دار مادہ ہے جو منی سے پتلا ہوتا ہے اور شہوت کے وقت نکلتا ہے، خواہ

(۱) الہدایہ ۱: ۳۳/۱ (۲) الولوالجیہ: ۵۱/۱ (۳) المجموع شرح المہذب: ۱۶۱/۲ (۴) فتح الباری: ۳۷۹/۱ (۵) مرقاۃ المفاتیح: ۳۳۸/۲

بوسہ لینے کی وجہ سے ہو یا ملاعبت یعنی کھیلنے کی وجہ سے ہو یا محض تصور وخیال کرنے سے ہو اور اس کے نکلنے کے بعد آلۂ تناسل میں ڈھیلا پن نہیں آتا۔

اوران عبارات میں اکثر جگہ جو بیوی کا ذکر ہے، یہ قید اتفاقی کے طور پر ہے کہ عموماً یہ باتیں بیوی ہی سے ہوتی ہیں اور ہونا بھی چاہیے، لیکن اگر غیر سے ہو تب بھی مسئلہ وہی ہے، البتہ غیر سے یہ امور حرام اور نا جائز ہیں اور زنا کے حکم میں ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی نے اسی لیے لکھا ہے کہ " أقول:إن قيد خروجه عند الملاعبة في هذه التعريفات اتفاق فإنه لا ينحصر خروجه وقت الملاعبة."(۱)

منی اور مذی میں فرق

مذی کی جو تعریف اوپر بیان کی گئی، اس کی بنیاد پر منی میں اور اس میں فرق کرنا آسان ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ان دونوں میں تین طرح کا فرق ہے، علامہ نووی نے "المجموع" اور "تحرير ألفاظ التنبيه" میں، علامہ ابو عبداللہ المغربی نے "مواهب الجليل" میں لکھا ہے کہ منی کے تین خواص ہیں جن سے منی کی پہچان ہوتی ہے، اور ان میں سے ایک بھی پائی جائے تو یہ منی ہونے کے لیے کافی ہے:

(۱) ایک یہ کہ منی شہوت کے ساتھ نکلتی ہے، اور اس کے نکلنے کے بعد عضو میں فتور و ڈھیلا پن آجاتا ہے، مگر مذی کے نکلنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی، بلکہ اور بڑھ جاتی ہے اور عضو میں فتور و ڈھیلا پن نہیں آتا۔

(۲) دوسرا یہ کہ منی میں ایک قسم کی بو ہوتی ہے جو کھجور کے شگوفے یا گوندھے ہوئے آٹے سے مشابہ ہوتی ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ منی دفق یعنی کود کر نکلتی ہے۔ (۲)

---

(۱) السعایۃ: ۳۰۵/۱ (۲) المجموع: ۱۶۱/۲، تحریر الفاظ التنبیہ: ۲۹/۱، مواہب الجلیل: ۳۱۷/۱

کیا عورتوں کو بھی مذی نکلتی ہے؟

کیا عورتوں کو بھی مردوں کی طرح مذی نکلتی ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہاں نکلتی ہے بلکہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتوں کو نکلتی ہے، علامہ ابن نجیم المصری نے لکھا ہے کہ"وهو أغلب في النساء من الرجال" کہ یہ مذی نکلنا عورتوں میں مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ (۱)

اور فقہ شافعی کی معروف کتاب" اعانة الطالبين" اور دوسری کتاب "حواشي الشرواني " میں علامہ ابن الصلاح کے حوالے سے لکھا ہے کہ:" وهو أغلب في النساء منه في الرجال ،خصوصاً عند هيجانهن"(یہ مذی عورتوں میں مردوں کی بنسبت زیادہ نکلتی ہے خصوصا ان کے ہیجان کے وقت) (۲)

اسی طرح علامہ نووی نے "شرح مهذب" میں اور شرح مسلم میں لکھا ہے، شرح مسلم کی عبارت یہ ہے:"ويكون ذلك للرجال والمرأة ،وهو في النساء أكثر منه في الرجال"(یہ مذی کا نکلنا مرد وعورت دونوں میں ہوتا ہے اور عورتوں میں یہ مردوں سے زیادہ ہے) (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ مذی کا نکلنا صرف مردوں میں نہیں ہوتا بلکہ عورتوں میں بھی ہوتا ہے اور مردوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ عورت سے نکلنے والے اس مادہ کو"قذی" کہتے ہیں۔ (۴)

مذی کے بارے میں احادیث

اس کے بعد اس کا حکم معلوم کرنا ہے کہ مذی نکل آئے تو اس سے ہم پر کیا احکام لاگو ہوتے ہیں، اس سے قبل کہ اس کی تفصیل کی جائے اس سلسلے کی احادیث نقل کرتا

---

(۱) البحر الرائق:۱/۶۵ (۲) اعانة الطالبين:۱/۸۳،حواشي الشرواني:۱/۲۹۷ (۳) شرح مسلم:۱/۱۴۳، المجموع شرح المهذب:۲/۱۶۱ (۴) البحر الرائق:۱/۶۵،البناية:۱/،شامی:۱/۱۶۵

ہوں جن سے اس کے احکام نکلتے ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ : "كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً ، فَأَمَرْتُ رَجُلاً يَسْأَلُ النَّبِيَّ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ ، فَسَأَلَ ، فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ" میں ایسا آدمی تھا کہ مجھے مذی زیادہ نکلتی تھی، پس میں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم سے سوال کرے (اور یہ میں نے اس لئے کیا کہ) حضور علیہ السلام کی بیٹی میرے پاس تھی، پس اس آدمی نے آپ سے سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا وضو کرا ور اپنے پیشاب کے مقام کو دھو دے)(۱)

(۲) حضرت علیؓ ہی سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ: " كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً ، فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ : يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ "(مجھے بہت مذی آتی تھی، مجھے اللہ کے رسول سے سوال کرنے شرم آئی؛ کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی، پس میں نے مقداد بن الاسودؓ کو حکم دیا (کہ وہ آپ سے مذی کے بارے میں پوچھیں)، انھوں نے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ" اپنی شرم گاہ دھولے اور وضو کرلے)(۲)

(۳) حضرت علیؓ ہی نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ " فِيهِ الْوُضُوءُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ ".(اس میں وضو ہے اور منی میں غسل)(۳)

(۴) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ " كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً إِذَا

---

(۱) صحیح البخاری: ۱/۴۱، رقم حدیث: ۲۶۱ (۲) صحیح المسلم :۱/۲۵، رقم : ۴۵۶، واللفظ لہ، صحیح ابن خزیمہ: ۱/۱۴، منتقی ابن الجارود: ۱/۱۴، مسند ابوعوانہ: ۱/۲۲۹ (۳) طحاوی: ۱/۲۴، الاحادیث المختارۃ: ۲/۲۶۶، مسند البزار: ۲/۲۳۴، ابن ماجہ: ۴۹۷، مسند احمد: ۶۶۲

أُمْذِيْتُ اغْتَسَلْتُ ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، قَالَ: فِيْهِ الْوُضُوْءُ" (مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی ، جب مجھے مذی نکلتی تو میں غسل کیا کرتا ، پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں وضوہی ہے)(۱)

(۵) عائش بن انس سے روایت ہے ، کہا کہ میں نے حضرت علی کو منبر پر یہ کہتے سنا کہ " كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ؛ لِأَنَّ ابْنَتِهِ كَانَتْ تَحْتِيْ ، فَأَمَرْتُ عَمَّاراً فَسَأَلَهُ ، فَقَالَ : يَكْفِيْ مِنْهُ الْوُضُوْءُ" (مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کا ارادہ کیا ، پس مجھے اس لیے شرم آئی کہ آپ کی صاحبزادی میرے تحت ہے ، میں نے حضرت عمار کو حکم دیا ، انہوں نے آپ سے پوچھا ، آپ نے فرمایا کہ اس میں وضو کافی ہے)(۲)

(۶) حضرت سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مذی کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ " فِيْهِ الْوُضُوْءُ" (کہ اس میں وضو ہے)۔(۳)

(۷) حضرت سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ "كُنْتُ أَلْقِيْ مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً ، وَكُنْتُ أُكْثِرُ فِيْهِ الْاِغْتِسَالَ ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِئُکَ عَنْ ذٰلِکَ الْوُضُوْءُ ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ ، قَالَ: يَكْفِيْهِ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفّاً مِنْ مَاءٍ ، فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِکَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ"۔ (۴)

---

(۱) طحاوی:۱/۲۵،واللفظ لہ،ابن حبان:۳/۳۹۱،الاحادیث المختارۃ:۲/۵۴(۲) مسند حمیدی :۱/۲۳، طحاوی :۱/۲۵(۳) طحاوی :۱/۲۵(۴)ابوداود:۱/۲۸،حدیث رقم:۱۸۰،واللفظ لہ ، ترمذی : ۱۰۷، احمد:۱۵۴۰۶،دارمی:۷۱۷،صحیح ابن خزیمہ:۱/۱۴۸،صحیح ابن حبان:۳/۳۸۶،سنن بیہقی:۲/۴۱۰

(میں مذی کی وجہ سے بڑی پریشانی و مصیبت میں تھا اور اکثر میں اس سے غسل کرتا تھا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے اس کے لئے صرف وضو کافی ہے، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کپڑے کو جو مذی لگ جائے تو کیسے کیا جائے؟ فرمایا کہ یہ کافی ہے کہ ایک چلو پانی لیکر تیرے کپڑے میں جہاں وہ مذی لگی ہے اس پر چھڑک لے)

(۸) حضرت عبداللہ بن سعد الانصاریؓ کہتے ہیں کہ " سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ، وَعَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ بَعْدَ الْمَاءِ؟ فَقَالَ: ذٰلِكَ الْمَذِيُّ، وَكُلُّ فَحْلٍ يَمْذِيْ، فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ. (۱)

(میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اور یہ کہ پانی (پیشاب) کے بعد جو پانی آئے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مذی ہے اور ہر مرد کو مذی نکلتی ہے، پس تو اپنی شرم گاہ اور خصیتین کو دھو لے اور جس طرح نماز کا وضو ہوتا ہے اسی طرح وضو کر لے)

(۹) طبرانی نے اپنی "معجم کبیر" میں روایت کیا کہ حضرت معقل بن یسارؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفانؓ مذی کی وجہ سے بڑی پریشانی اٹھاتے تھے، انھوں ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ اس کے بارے میں سوال کریں، چنانچہ آپ سے اس نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر مرد کو مذی آتی ہے، پس اسکو پانی سے دھو دے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (۲)

(۱۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلْسٌ أَوْمَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهِ

(۱) ابوداود:۱/۲۸، منتقی ابن الجارود:۱/۱۵، الاحادیث المختارۃ:۹/۴۲۱ (۲) طبرانی:۲۰/۲۱۹

وَهُوَ فِي ذٰلِکَ لَا يَتَکَلَّمُ" (جس کو قے ہو جائے یا نکسیر پھوٹے یا مذی نکل آئے تو اس کو چاہئے کہ نماز سے واپس جائے اور وضو کرے، پھر نماز کو مکمل کر لے جبکہ اس نے اس درمیان بات چیت نہ کی ہو) (۱)

(۱۱) حضرت مقداد بن الاسودؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس مرد کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کے قریب ہوا اور اس کو مذی نکل آئی، تو فرمایا کہ "إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئاً مِنْ ذٰلِکَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ ، قَالَ :يَعْنِي يَغْسِلُهُ وَ يَتَوَضَّأُ" (جب تم میں سے کوئی اس مذی میں سے کچھ پائے تو وہ اپنی شرمگاہ پر پانی کا چھڑکاؤ کرے، حضرت مقداد کہتے ہیں کہ مراد آپ کی یہ ہے کہ اس کو دھو دے اور وضو کر لے) (۲)

(۱۲) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت مقداد بن الاسود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے آپ سے مذی کے بارے میں جو انسان سے نکلتی ہے سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ " تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَکَ" (وضو کرو اور اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک) (۳)

یہ چند حدیثیں ہیں جن میں مذی سے متعلق احکام وارد ہوئے ہیں، اگرچہ احادیث اور بھی ہیں مگر یہ چند کافی ہیں، اب میں ان سے جو امور مستنبط ہوتے ہیں وہ فقہاء کے کلام کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

مذی نجس و ناپاک ہے

ان احادیث سے جمہور علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ مذی نجس و ناپاک ہے،

---

(۱) ابن ماجہ: ۱/۸۸، رقم: ۱۲۱۱، مسند دیلمی: ۳/۲۰۱ (۲) منتقی ابن الجارود: ۱/۱۴ (۳) صحیح ابن خزیمہ: ۱/۱۵، مسند ابوعوانہ: ۱/۲۲۹، سنن کبریٰ للبیہقی: ۱/۱۱۵

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مذی کو دھونے اور پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور ظاہر ہے کہ دھونے کا حکم اسی لئے ہوگا کہ وہ ناپاک ونجس ہے۔

علامہ ابن دقیق العیدؒ نے "شرح عمدۃ الاحکام" میں حدیث علیؓ کے ذکر کے بعد اس کے فوائد پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ مذی نجس وناپاک ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی وجہ سے شرمگاہ کو دھونے کا حکم دیا۔ (۱)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ امیر صنعانیؒ نے فرمایا کہ "واستُدِلَّ به على نَجَاسَةِ المَذِي وهو ظاهر" (یعنی حضرت علیؓ کی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ مذی نجس ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔) (۲)

علامہ نووی نے فرمایا کہ " أجمعت الأمة على أن المذي والودي نجس" (کرامت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مذی اور ودی نجس ہیں۔) (۳)

علامہ شوکانی نے کہا کہ "واتفق العلماء على أن المذي نجس، ولم يخالف في ذلك إلا بعض الإمامية" (علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مذی نجس ہے، اس میں سوائے بعض شیعہ امامیہ کے کوئی مخالف نہیں ہے) (۴)

یہی بات حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ نے "شرح ابوداؤد" میں فرماتے ہے کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مذی نجس ہے۔ (۵)

اور جو مذی کے پاک ہونے کے قائل ہیں ان میں ایک تو بعض وہ علماء ہیں جو مذی کو منی ہی کا ایک جزء مانتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن عقیل حنبلیؒ نے بعض علماء جو مذی کو منی کے اجزاء سے قرار دیتے ہیں ان کے قول پر تخریج کرکے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذی

---

(۱) شرح عمدۃ الاحکام:۱/۷۵ (۲) فتح الباری:۱/۳۸۱، سبل السلام:۱/۶۵ (۳) المجموع:۲/۵۱۰

(۴) نیل الاوطار:۱/۶۴ (۵) بذل المجہود:۱/۱۳۱

بھی ان کے قول پر پاک ہے، مگر اس پر علماء نے رد کیا ہے کیونکہ مذی اگر منی کے اجزاء سے ہوتی تو اس سے غسل واجب ہوتا، حالانکہ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (۱)

اور دوسرے شیعہ امامیہ میں سے بعض لوگ ہیں جیسا کہ شوکانی نے بیان کیا ہے، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ بعض احادیث میں مذی کے صاف کرنے کے لیے پانی کا چھڑکاؤ کرنے کے لیے فرمایا گیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مذی پاک ہے؛ کیونکہ صرف چھڑکاؤ سے تو کوئی چیز صاف نہیں ہوتی، جب اللہ کے رسول ﷺ نے پانی سے اس کو دھونے کا حکم نہیں دیا بلکہ چھڑکاؤ کو کافی قرار دیا تو معلوم ہوا کہ یہ پاک ہے۔

علامہ شوکانی نے ان کی اس دلیل کا ذکر کرنے کے بعد اس کا رد اس طرح فرمایا کہ اس سے ان پر لازم آتا ہے کہ وہ پاخانہ کو بھی پاک قرار دیں؛ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جوتے میں پاخانہ لگ جانے پر اس کو صرف پونچھ دینے کے لیے فرمایا ہے، اور صرف پونچھ دینے سے گندگی زائل نہیں ہوتی، تو پاخانہ بھی پاک ہوا، اور یہ بات باطل ہے۔ (۲)

پھر مذی نجاستِ غلیظہ ہے یا نجاست خفیفہ؟ اس بارے میں علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ نجاست غلیظہ ہے، چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب فتاوی عالمگیری میں اور ابن دقیق العید کی شرح "عمدۃ الاحکام" میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (۳)

مذی سے وضو واجب ہے غسل نہیں

احادیث مذکورہ سے ایک مسئلہ صراحت کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ وضو واجب ہوتا ہے، یعنی وضو ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز کیلئے دوبارہ وضو کرنا پڑتا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مذی اور ودی

(۱) فتح الباری: ۱/۳۸۱ (۲) نیل الاوطار: ۱/۶۷ (۳) عالمگیری: ۱/۴۶، شرح عمدۃ الاحکام: ۱/۶۷

میں شرمگاہ کو دھویا جائے اور وضو کیا جائے۔(۱)

علامہ ابن عبدالبر المالکیؒ نے کہا کہ ”وھو موضع إجماع لاخلاف بین المسلمین في إیجاب الوضوء منه وإیجاب غسله لنجاسته“(یہ مذی کا مسئلہ ایک اجماعی موقعہ ہے، اس میں اہل اسلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ اس کی وجہ سے وضو واجب ہے اور اس کے نجس ہونے کی وجہ سے اس کا دھونا بھی واجب ہے)(۲)

علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ”وقد استُدِلّ بقوله ﷺ ” توضأ “ علی أن الغُسل لا یجب بخروج المذي وصرح بذلك في روایة لأبي داؤد وغیره وھو إجماع “(رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ” تَوَضَّأْ “ سے استدلال کیا گیا ہے کہ مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں، اور ابوداؤد وغیرہ کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی کی گئی ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے)(۳)

نیز علامہ الجزری نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ پر تمام علماء اور ائمہ کا اتفاق ہے۔(۴)

❁ مذی بدن پر لگ جائے تو؟

ان احادیث میں یہ بھی واضح ہے کہ بدن پر مذی لگ جائے تو اس کو یوں ہی چھوڑ دینا درست نہیں، بلکہ اس کو صاف کرنا چاہئے۔ چنانچہ متعدد احادیث میں اوپر گزرا کہ آپ ﷺ نے مذی نکلنے پر شرمگاہ کو دھونے کا حکم دیا، اور حدیث نمبر سات میں کپڑے پر پانی چھڑکنے کا امر فرمایا ہے، جس سے اتنی بات تو واضح ہے کہ اس کو یوں ہی چھوڑ دینا درست نہیں، البتہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ بدن پر مذی لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری ہے یا صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے؟

(۱) طحاوی:۱/۲۵ (۲) التمہید:۲۱/۲۰۷ (۳) فتح الباری:۱/۳۸۰ (۴) الفقہ علی المذاہب الاربعہ:۱/۷۸

یہ اختلاف اصل میں احادیث میں وارد بعض الفاظ کی بنا پر پیدا ہوا ہے۔
چنانچہ مذکورہ احادیث میں سے گیارھویں اور بارھویں حدیث میں "وانضح فرجک" (اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لے) کا حکم ہے۔

ان احادیث سے علامہ شوکانی نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے، پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب اس کو دھونے کا بھی حکم آیا ہے اور پانی چھڑکنے کا بھی تو شدت کو اختیار کرنا کوئی متعین بات نہیں ہے بلکہ تخفیف مقاصد شریعت میں سے ہے لہٰذا پانی کا چھڑک دینا بھی کافی ہوگا۔ (۱)

مگر جمہور علماء وائمہ کا قول ومذہب یہ ہے کہ بدن کو مذی سے پاک کرنے کے لئے دھونا ضروری ہے، پانی کا چھڑکاؤ کافی نہیں۔ علامہ ابن دقیق العید "شرح عمدۃ الاحکام" میں فرماتے ہیں:" وانضح فرجك" يراد به الغسل هنا ، لأنه المأمور به فمبيناًفي الرواية الأخرى، ولأن غسل النجاسة الغليظة لا بد منه ،ولا يكتفي فيه بالرش الذي هو دون الغسل "(اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لو، سے یہاں مراد دھونا ہے، اس لیے کہ دوسری روایت میں واضح طور پر اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور اس لیے بھی کہ نجاست غلیظہ کا دھونا ضروری ہے اس میں صرف پانی چھڑکنا کافی نہیں جو کہ دھونے سے کم درجہ کی بات ہے)۔ (۲)

اسی طرح علامہ ابن عبدالبر نے اور امام نووی نے بھی واضح کیا ہے کہ یہاں مراد دھونا ہے نہ کہ صرف پانی کا چھڑکاؤ، کیونکہ لغت میں نضح کے ایک معنے غسل کے بھی آتے ہیں، لہٰذا جب بعض احادیث میں شرمگاہ کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے تو اس

---

(۱) خلاصہ از نیل الاوطار: ۱/۶۳ (۲) شرح عمدۃ الاحکام: ۱/۶۷

لفظ ''نضح'' کو بھی اسی پر محمول کیا جانا چاہیے۔(1)

رہا یہ کہ حدیث میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا گیا ہے، تو اس کا جواب علامہ نوویؒ نے ''شرح مسلم'' میں دیا ہے کہ چونکہ دوسری احادیث میں دھونے کا حکم ہے لہٰذا چھڑکنے سے مراد بھی دھونا ہی ہے۔(۲)

لہٰذا ''نضح'' اور اس کے مثل جو الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ بھی دھونے پر محمول کیے جائیں گے تاکہ تطبیق ہو جائے۔ الغرض بدن اور کپڑے مذی سے ملوث ہو جائیں تو دھو لینا چاہیے۔

❁مذی سے شرمگاہ کا دھونا

اگر کسی کو مذی نکلے تو صرف وہ جگہ دھو لینا کافی ہے جہاں مذی لگی ہے یا شرمگاہ اور اس کے ساتھ خصیتین کا دھونا ضروری ہے؟ اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ پورے پیشاب کے مقام اور خصیتین کو دھونا ضروری ہے؛ کیونکہ اوپر کی بعض احادیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث نمبر ۸ میں ہے: ''فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِکَ فَرْجَکَ وَاُنْثَیَیْکَ'' تو اپنی شرم گاہ اور خصیتین کو دھو لے)۔

اور امام طحاوی نے حضرت رافع بن خدیج سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمار کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں سوال کریں، (جب انہوں نے پوچھا تو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یَغْسِلُ مَذَاکِیْرَہٗ وَ یَتَوَضَّأُ'' (وہ اپنی پیشاب گاہ کو دھوئے اور وضو کرے)۔(۳)

---

(1) التمہید: ۲۰۳/۲۱، شرح مسلم: ۱۴۳/۱، بذل المجہود: ۱۳۱/۱ (۲) شرح مسلم: ۱۴۳/۱ (۳) شرح معانی الآثار: ۴۵/۱

امام اوزاعیؒ، بعض حنابلہ اور بعض مالکیہ کا یہی مذہب ہے، مگر یہاں بھی جمہور علماء وائمہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف اس جگہ کا دھولینا کافی ہے جہاں مذی لگی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ اصل میں مذی کو صاف کرنا مقصود ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جہاں مذی لگی ہو وہاں دھونے سے وہ صاف ہو جائے، اگر پورے عضو پر اور خصیتین پر مذی لگی ہو تو اس پورے حصے کو دھونا چاہیے، ورنہ جہاں لگی ہے صرف اتنا ہی حصہ دھونا کافی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ: "وَاسْتَدَلَّ به بعض المالكية والحنابلة على إيجاب استيعابه عملاً بالحقيقة لكن الجمهور نظروا إلى المعنى فإن الموجب لغسله إنما هو خروج الخارج ،فلا تجب المجاوزة محله ويؤيده ما عند الإسماعيلي في رواية: " فقال :توضأ واغسله " فأعاد الضمير على المذي" (بعض حنابلہ اور مالکیہ نے اس "وغسل ذكرك" سے اس کی حقیقت پر عمل کرتے ہوئے پورا عضو دھونے کے وجوب پر استدلال کیا ہے، لیکن جمہور نے معنی و مقصد کی طرف نظر کی ہے؛ کیونکہ دھونے کا موجب وسبب مذی کا نکلنا ہے، پس اسکے محل و موقعہ سے تجاوز کرنا ضروری نہ ہوگا، اور اس کی تائید اسماعیلی کی ایک روایت سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا کہ "وضو کر اور اس (مذی) کو دھو دے" کیونکہ یہاں ضمیر مذی کی طرف لوٹائی گئی ہے)۔(۱)

اسی طرح علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں: " اختلفوا هل يغسل منه الذكر كله أو محل النجاسة فقط، فالجمهور على أنه يقتصر على محل النجاسة، وعند طائفة من المالكية الذكر كله تمسكاً بظاهر قوله:" يغسل

(۱) فتح الباری:۱/۳۸۰

ذکرہ"، اسم الذکر حقیقۃً في العضو کله ....

وإنما عدل الجمهور عن استعمال الحقیقة في الذکر کله نظراً منهم إلی المعنی، فإن الموجب للغسل إنما هو خروج الخارج ، وذلك یقتضي الاقتصار علی محله۔ (۱)

غرض یہ کہ جمہور علماء وائمہ کے نزدیک مذی نکلنے پر پورے مقام کا دھونا ضروری نہیں، بلکہ جہاں جہاں مذی لگی ہو اسکو دھو دینا جمہور کے مذہب میں کافی ہے۔

مذی کپڑے پر لگ جائے تو؟

مذی کپڑے پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے، بعض اہل ظاہر اس طرف گئے ہیں کہ کپڑے پر پانی چھڑک دینا کافی ہے، ان لوگوں کی دلیل اوپر پیش کردہ ساتویں نمبر کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اسی سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ "یَکْفِیْهِ بِأَنْ تَأْخُذَ کَفًّا مِّنْ مَّاءٍ ، فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِکَ حَیْثُ تَرٰی أَنَّهُ أَصَابَهُ" (یہ کافی ہے کہ ایک چلو پانی لیکر تیرے کپڑے میں جہاں وہ مذی لگی ہے اس پر چھڑک لے)۔

مگر اس مسئلہ میں بھی جمہور کا یہی مسلک ہے کہ کپڑے کو دھونا ضروری ہے، پانی چھڑک دینا کافی نہیں، علامہ ابن قدامہ، علامہ ابن عبد البر وغیرہ نے امام شافعی و امام اسحاق بن راہویہ، نیز امام احمد بن حنبل و امام مالک کا یہی مذہب بتایا ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ جن حضرات نے مذی والے کپڑے کو دھونے کا حکم دیا ہے ان میں حضرت عمر و حضرت ابن عباس بھی ہیں، اور یہی امام شافعی و اسحاق و ابو ثور اور بے شمار علماء کا مسلک ہے۔ (۲)

(۱) شرح عمدۃ الاحکام: ۷۵-۷۶ (۲) المغنی: ۱/۲۱۳

اوران حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نضح کا لفظ غسل (یعنی دھونے) کے معنے میں آتا ہے جیسا کہ اوپر بھی گزرا، اور مذی کے سلسلہ میں آئی ہوئی احادیث میں ذکر کو دھونے کا حکم آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ذکر کا دھونا ضروری ہے تو مذی لگ جانے پر کپڑے کا دھونا بھی ضروری ہے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے پر مذی لگ جانے پر اس کو صرف پانی چھڑک دینا کافی نہیں ہے۔

پھر اس میں بحث ہے کہ کپڑے پر مذی لگ جانے سے کس قدر معاف ہے؟ بعض نے کہا ہے کہ معاف نہیں؛ کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے، اور بعض نے کہا کہ تھوڑی معاف ہے؛ کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں؛ کیونکہ جوانوں کو اس میں ابتلاء پیش آتا رہتا ہے۔ (۲)

مذی کو صاف کرنے کیلئے کیا پانی ضروری ہے؟

اس سلسلہ میں ایک مسئلہ علماء کے مابین یہ زیر بحث آیا ہے کہ مذی کو صاف کرنے کے لئے کیا پانی ہی کا استعمال ضروری ومتعین ہے، یا دیگر نجاستوں کی طرح اس کو زائل کرنے کیلئے کوئی بھی پاک چیز کافی ہے؟ ابن دقیق العیدؒ نے کہا ہے کہ مذی کو زائل کرنے اور دھونے کیلئے پانی ہی ضروری ومتعین ہے؛ کیونکہ غسل (دھونا) کا لفظ پانی سے دھونے ہی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ (۳)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ابن دقیق العیدؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس (کے صاف کرنے) کیلئے پانی ہی متعین ہے نہ کہ پتھر وغیرہ؛ کیونکہ اس کا ظاہر دھونے کو متعین کرتا ہے اور متعین چیز پر عمل اسکے بغیر نہیں ہوسکتا۔ (۴)

(۱) المغنی: ۱/۴۱۳، التمہید: ۲۱/۲۰۷ (۲) دیکھو: الکافی: ۱/۹۲، شرح العمدۃ لابن تیمیہ: ۱/۱۰۴

(۳) شرح عمدۃ الاحکام: (۴) فتح الباری: ۱/۳۸۰

علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ اس (حدیث علیؓ) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھر وغیرہ سے استنجاء ان نجاستوں میں جائز ہے جو عادتاً ہوتی ہیں، جیسے پیشاب، پاخانہ، لیکن جو نجاستیں نادر الوقوع ہیں جیسے خون اور مذی وغیرہ، ان میں پانی ہی ضروری ہے اور یہ ہمارے مذہب (شافعی مذہب) میں اصح القولین ہے۔ (۱)

مگر خود علامہ نوویؒ نے اپنی دیگر کتابوں میں پیشاب پر قیاس کرتے ہوئے پانی کے علاوہ دوسری چیزوں سے مذی کو پاک کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۲)

احناف اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے کہ پانی ضروری نہیں، اگر کسی اور پاک چیز سے اس کو زائل کیا جا سکتا ہے تو اسکی اجازت ہے۔ رہا حدیث میں پانی کا یا غسل کا ذکر، تو وہ اس لئے ہے کہ عام طور پر پانی سے ہی نجاستوں کو دھویا جاتا ہے تو یہ غالب صورت کا بیان ہے۔

سوتے ہوئے مذی نکلے تو؟

اوپر جو مسئلہ مذی سے متعلق گزرا کہ اس سے غسل واجب نہیں، بلکہ صرف وضو کافی ہے، اس کا تعلق اس صورت سے ہے جبکہ جاگتے ہوئے مذی نکل آئے، لیکن سوتے ہوئے مذی نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَرٰى فِي الْمَنَامِ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَاماً، قَالَ: يَغْتَسِلُ، وَإِنْ رَأٰى أَنَّهُ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلاً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ" (آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نیند میں (کپڑوں یا بدن پر) تری دیکھتا ہے لیکن احتلام کا ہونا اس کو یاد نہیں؟ آپ

---

(۱) شرح مسلم: ۱/۱۴۳ (۲) شرح مسلم: ۱/۱۴۳

نے فرمایا کہ اس کو غسل کرنا چاہئے ،اور اگر اس کو احتلام ہونا یاد ہو لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ہے)۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو سوکر اٹھنے کے بعد بدن یا کپڑوں پر تری معلوم ہو تو احتلام یاد ہونے کی صورت میں اس پر غسل واجب ہوگا ،اور اگر احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب نہیں ،لیکن چونکہ یہ تری مذی بھی ہوسکتی ہے اور منی بھی ،اور ودی بھی ،لہذا اس مسئلہ کی متعدد صورتیں ہیں ،فقہاء کرام نے ان کو لکھا ہے ،اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس مسئلہ کی کل چودہ صورتیں بنتی ہیں ۔

علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں :" اعلم أن هذه المسئلة على أربعة عشر وجهاً لأنه إما يعلم أنه مني أو مذي أو ودي ، أو شك في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلاثة ، وعلى كُلّ إما أن يَتَذكّر احتلاماً أو لا، فيَجِبُ الغُسل اتفاقاً في سَبع صُوَر منها، وهي : ما إذا عَلِمَ أنه مذي أو شكّ في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلاثة مع تَذَكُّر الاحتلام فيها أو عَلِمَ أنه مني مطلقاً ، ولا يجب اتفاقاً فيما إذا عَلِمَ أنه ودي مطلقاً وفيما إذا عَلِمَ أنه مذي أو شكّ في الأخيرين مع تَذَكُّر الاحتلام ، ويجب عندهما فيما إذا شكّ في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلاثة احتياطاً ، ولا يجب عند أبي يوسف للشكّ في وجود المُوجِب ". (۲)

اس تفصیل کا خلاصہ کیا جائے تو اس کی درج ذیل صورتیں اور ان کے احکام نکلتے ہیں :

(۱) اس کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ منی ہے اور خواب دیکھنا بھی یاد ہو ،اس صورت

(۱) سنن بیہقی :۱/۱۶۷ (۲) رد المحتار :۱/۱۶۳

میں غسل واجب ہے۔

(۲) اس کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ منی ہے مگر خواب یاد نہ ہو، اس صورت میں بھی غسل واجب ہے۔

(۳) اس کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ مذی ہے اور خواب بھی یاد ہو تو اس شکل میں بھی غسل واجب ہے۔

(۴) اس کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ مذی ہے اور خواب یاد نہ ہو، تو اس میں غسل واجب نہیں۔

(۵) اسکو یقیناً معلوم ہو کہ یہ ودی ہے اور خواب یاد ہو، اس میں بھی غسل واجب نہیں۔

(۶) اس کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ ودی ہے اور خواب یاد نہ ہو، اس میں بھی غسل واجب نہیں۔

(۷) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور خواب یاد ہو، اس صورت میں غسل واجب ہے۔

(۸) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور خواب یاد نہ ہو، اس میں امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہے۔

(۹) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور خواب یاد ہو، یہاں بھی غسل واجب ہے۔

(۱۰) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور خواب یاد نہ ہو، اس میں امام ابوحنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہے۔

(۱۱) اس کو شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور خواب یاد ہو، یہاں بھی غسل

واجب ہے۔

(۱۲) اس کو شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی اور خواب یاد نہ ہو، یہاں غسل واجب نہیں۔

(۱۳) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی اور خواب یاد ہو، یہاں بھی غسل واجب ہے۔

(۱۴) اس کو شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور خواب یاد نہ ہو، اس میں امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک غسل ہے۔

علامہ ابن نجیم المصریؒ نے ''البحر الرائق'' میں اور ان کی اتباع میں علامہ طحطاوی نے حاشیہ ''مراقی الفلاح'' میں اس مسئلہ کی بارہ صورتیں ذکر کی ہیں، اسی طرح فتاوی الولوالجیہ اور فتاوی التاتارخانیہ میں بھی بعض صورتیں مذکور ہیں۔ (۱)

بہر حال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سوتے ہوئے مذی نکلے اور اس کے مذی ہونے کا یقین ہو اور خواب بھی یاد ہو تو غسل کرنا واجب ہے، اسی طرح اسکے منی یا مذی ہونے میں شک ہو اور خواب کا پڑنا یاد ہو تو بھی غسل واجب ہے، اسی طرح خواب یاد نہ ہونے کی صورت میں بھی امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہے اسی طرح اسکے منی، مذی یا ودی ہونے میں شک ہو اور خواب یاد ہو تو اتفاقاً اور خواب یاد نہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ ومحمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان مفتاحی

---

(۱) البحر الرائق: ۱/۵۹، طحطاوی علی المراقی: ۱/۶۴، فتاوی الولوالجیہ: ۱/۵۱، فتاوی التاتارخانیہ: ۱/۸۷-۸۸